قطب الاقطاب

حضرت بری شاہ لطیف قادری رحمۃ اللہ علیہ

اور

ذکر و شکر

شعبہ نشر و اشاعت
انجمن خدام الفقراء سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی پاکستان،

Scanned with CamScanner

نام کتاب :- بری لطیفؒ اور ذکر و شکر
تحریر بری لطیفؒ۔ غنی سکندر شیخ
: سرپرست اعلےٰ مرکزی انجمن خدام الفقراء
ای بلاک ۱۰۹ / بی ۳۔ سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی ۸۴۳۷۸۱
تحریر:۔ ذکر و شکر :۔ شیخ غلام جیلانی الاویسی شملہ والے قدس سرہ العزیز
نظر ثانی : محمد راقب ہاشمی، اسلام آباد (پاکستان)
تعداد : پانچ ہزار
تقسیم : فی سبیل اللہ
کتابت : محمد ارشد ۱۰، ایبک روڈ، لاہور

بموقعہ سالانہ عرس مبارک

۱۹ شوال ۱۴۰۸ بمطابق ۵ جون ۱۹۸۸ء

کتابچہ حاصل کرنے کا پتہ

غنی سکندر شیخ سرپرست اعلےٰ مرکزی انجمن خدام الفقراء
ای بلاک ۱۰۹ / بی ۳۔ سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی، فون: ۸۴۳۷۸۱

الحاج گلزار احمد: سیکرٹری نشر و اشاعت انجمن خدام الفقراء، لاہور برانچ
معرفت گلزار اسٹیٹ ایجنسی ۱۴، بہاولپور روڈ نزد مزنگ چونگی لاہور فون: ۴۱۲۵۳۵

الخیر پرنٹرز، رائل پارک لاہور

Scanned with CamScanner

اِنتساب

میں اپنی اِس ناقص اور معمولی علمی کاوش کو جو حقیقتاً
ی اکرم سرورِ دو عالم حضرت محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
کے حضور ایک عاجزانہ ہدیہ عقیدت ہے اپنے رُوحانی
زرگ قطب الاقطاب برّی شاہ لطیف قادری رحمۃ اللہ علیہ المعروف
ری امامؒ کے نام نامی سے منسوب کرنے کی سعادت
حاصل کرتا ہوں جن کے رُوحانی و باطنی فیوض و برکات
نے مجھ میں اِس کتابچہ کے تحریر کرنے کی لگن پیدا کی اور
روحانی فیض عطا فرمایا۔

خاکپائے مِلّت بیضا
غنی سکندر شیخ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

تاریخ انسانی میں انقلاب آتے رہتے ہیں۔ اور آتے رہیں گے۔ دنیا میں تخریب کاری بھی ہوئی اور تعمیر سازی بھی۔ باہمت لوگوں نے ہر زمانے میں "بازمانہ ستیز" کا مظاہرہ کرکے دریاؤں کے رُخ بدل ڈالے۔ آج ہم بھی اپنے یقین محکم اور عمل پیہم سے موجودہ دور کے طاغوتی نظریات کو خس وخاشاک کی طرح بھسم کرکے کاروانِ آدم کو اصل منزل کی طرف لے جانے میں کامیاب ہوسکتے ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ ہمارے دونوں ہاتھوں میں قرآن و سُنت ہونے چاہییں۔ انجمن خدام الفقراء راولپنڈی کی کوشش بھی یہی ہے کہ عوام الناس کو مایوسیوں، محرومیوں اور انسان کش شکنجوں سے نجات دلائے تاکہ وہ روحانی، دینی، مذہبی اور خوشگوار فضا میں اپنے کردار کی تعمیر اور ذات کی تکمیل کا کام احسن طریقہ سے کرسکے۔ انجمن اِس مقصد کے حصُول کے لئے کئی سالوں سے متواتر سرگرم عمل ہے اس کتابچہ کی اشاعت کا مقصد عوام الناس کو اولیائے اللہ اور صوفیائے کرام کے حالاتِ زندگی، انکی تعلیمات اور خدمات سے آگاہ کرنا اور موجودہ نسل کو اپنے بزرگوں کے کارناموں سے واقف کرنا اور اِن کے عظیم مشن کو زندہ کرنا مقصود ہے انجمن خدّام الفقراء کے مقاصد میں ایک اساسی مقصد یہ بھی ہے کہ قرآن و حدیث کی تعلیمات کو عام کیا جائے۔ مسلمانوں کے دلوں میں قرآن خوانی اور قرآن فہمی کا شوق پیدا کیا جائے تاکہ زندہ خُدا کے زندہ کلام کو زندہ طریقے سے زندہ لوگوں کے سامنے پیش کیا جاسکے۔

مخلص

محمّد راقب ہاشمی

رُکن اعلےٰ مرکزی انجمن خدم الفقراء راولپنڈی

Scanned with CamScanner

شمعِ محفل ہو کے تو جب سوز سے خالی رہا
تیرے پروانے بھی اس لذّت سے بیگانے رہے
رشتۂ الفت میں جب ان کو پرو سکتا تھا تو
پھر پریشاں کیوں تری تسبیح کے دانے رہے

Scanned with CamScanner

یا اللہ جل جلالہٗ　　بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ　　یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

قطب الاقطاب

حضرت بڑی شاہ لطیف قادری ؒ

تاریخ ولادت　　۱۰۲۶ ہجری
تاریخ وصال　　۱۱۱۷ ہجری

اللہ تعالےٰ نے کلام پاک میں صادقین و صادقات، قانتین اور قانتات مخلصین و محسنین، عابدین، صابرین و متوکلین، ابرار و مقربین وغیرہ سے خطاب کیا ہے۔ یہ خطابات ایسے ہی (صوفیاء) لوگوں کے لیے ہیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جن سے کلام کیا جائے گا اور وہ عمر آن میں سے ہونگے۔

زبدۃ الاولیاء سلطان السالکین، سلطان الفقراء حضرت بڑی شاہ لطیف قادری ؒ المعروف بڑی سرکار رحمۃ اللہ علیہ اسی گروہ قدسی کے سرخیل ہیں جو امام رسل ہادی سبل حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال اطاعت سے ولایت کے اعلیٰ مقام اور بلند مراتب پر فائز ہو کر خلافتِ الٰہیہ اور سید الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابتِ کبریٰ کے منصب جلیلہ پر متمکن ہوتے ہیں چونکہ ان اولیاء اللہ نے اپنے آپ کو محبوبِ خدا کی محبت میں فنا کر دیا ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ مقامِ محبوبیت پر فائز ہوتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

۱۔ ان کی ظاہری زندگی میں بے پناہ فیضِ رشد و ہدایت جاری و ساری ہوتا ہے۔

۲۔ برزخی زندگی میں بھی ان کا فیضان جاری رہتا ہے اور یہ فیض عوام و خواص کے لیے یکساں ہوتا ہے۔

۳۔ ان کی تعلیمات و ارشادات طالبان راہِ خدا کے لیے مرشدِ طریق کی حیثیت رکھتے ہیں اور ہر مرتبہ کے لوگ اپنی اپنی حیثیت اور ظرف کے مطابق فیضان حاصل کرتے ہیں۔

چنانچہ بہ عطائے الٰہی اور فیضِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت حضرت بری شاہ لطیف قادری رح نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں خطۂ پوٹھوار میں اسلام کا پرچم لہرا کر اپنی روحانی قوت اور نظرِ کیمیا اثر کے ذریعے بے شمار گم گشتگانِ بادیہ کفر و ضلالت کو صراطِ مستقیم پر گامزن کیا اور اُن کے سینوں کو خود اسلام سے منور فرمایا۔

حضرت قطب الاقطاب بری شاہ لطیف قادری رح نے اس خطہ کی کایا پلٹ دی، اُن کی دینی خدمات، بے ریا عبادت نے ان لوگوں کو خداوند کریم اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کا درس دیا۔ آپ نے خود اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کچھ اس طرح عمل کیا کہ آپ کے متبعین کے لیے آپ خورشید نصف النہار ثابت ہوئے۔ آپ نے زمانہ کی کجروی اور برائیوں سے اجتناب کی تعلیم دی، اس بزرگ کامل کے دم قدم سے کفر اور ظلمتوں کے گہرے بادل چھٹ گئے۔ اس بزرگ کامل نے قرآن و سنت کی تعلیمات کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ایک اسلامی مرکز ضروری خیال کیا اور اس مرکز میں اس علاقے کے بے راہ رو لوگوں کو خصوصی اور عوام

Scanned with CamScanner

الناس کو عمومی اخلاقی معاشرتی اور سماجی تربیت دینے کا بندوبست کیا۔
انسان اس کائنات میں اللہ تعالےٰ کی قوتِ تخلیق کا ایک عظیم شاہکار ہے
جس کے متعلق خود اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ ہم نے انسانوں کو واقعی بہترین انداز
میں پیدا کیا ہے (۹۵ : ۴) کائنات کی دوسری مخلوقات کی طرح انسان
کی تخلیق کا بھی ایک خاص مقصد ہے اور وہ اپنے مقصدِ خالق کی بندگی اور اطاعت
ہے۔ انسانیت کا کمال درحقیقت اللہ کی بندگی میں کمال حاصل کرنے پر منحصر ہے
اس مقصد کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے انسان کو تنہا نہیں چھوڑا بلکہ اپنی بندگی
اور اس میں کمال حاصل کرنے کے لیے اس کی ہدایت اور راہنمائی کا خود
ذمہ لیا اور فرمایا کہ اِنَّ عَلَیْنَا لَلْھُدٰی یعنی ہدایت کرنا یقیناً فرض ہے
لہٰذا انسان کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ
رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ فَمَنِ اتَّقٰی وَ
اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ یعنی اے
بنی آدم یقیناً تمہارے پاس میری طرف سے پیغمبر آئیں گے جو تم میں سے ہی
ہوں گے۔ وہ تمہیں میرے احکام پڑھ کر سنائیں گے۔ پس جو لوگ ان احکام
کی پابندی کریں گے وہ اپنی اصلاح کر لیں گے ان پر کوئی خوف طاری نہیں
ہو گا اور نہ ہی وہ غمزدہ ہوں گے (۷ : ۳۵)۔

اللہ تعالےٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے پیغمبروں کا سلسلہ شروع کیا اور
ان پیغمبروں کو خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجا تاکہ ان پیغمبروں
کے بعد انسانوں کے پاس اللہ کے سامنے کوئی عذر باقی نہ رہے (۴ : ۱۶۵)

ان پیغمبروں کی لائی ہوئی ہدایت کو جھٹلانے اور اس کا انکار کرنے
والوں کے متعلق بھی آگاہ کر دیا گیا کہ جو لوگ ہمارے احکام کو ماننے

Scanned with CamScanner

سے انکار کریں گے اور جھٹلائیں گے۔ قیامت کے دن اِن دوزخیوں سے پوچھا جائے گا کہ کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے جو تمہیں میرے احکام پڑھ کر سناتے تھے اور اس کی ملاقات سے آگاہ کرتے تھے وہ لوگ کہیں گے کہ ہم خود اپنے خلاف گواہی دیتے ہیں۔ درحقیقت ان کو اس دُنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال دیا تھا اور وہ اپنے خلاف ہی گواہی دے کر بتادیں گے کہ یقیناً وہ کفر کی روش پر تھے (۶ : ۱۳۰)

انسانوں کی ہدایت کے لیے پیغمبروں کا یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السّلام سے شروع ہوا۔ اور حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ اور آلِ عمران علیہ السّلام سے ہوتا ہوا آخر کار ختم المرتبت حضرت محمّدؐ صلی اللہ علیہ وسلّم پر ختم ہوگیا اور دین کی تکمیل کا اعلان ان الفاظ میں کر دیا کہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا، یعنی آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تمہارے اوپر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے دینِ اسلام کو پسند کیا (۵ : ۳)

لہٰذا جہاں انسان کی دائمی رشد و ہدایت کے لیے قرآن مجید و سُنّت سے انقلاب آیا وہاں ان دونوں ماخذوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ایک مرکز کی اہمیّت کو اگر انقلاب آفریں کہا جائے تو غلط نہ ہوگا یہی وجہ ہے کہ آنحضرت سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ہجرت کرنے کے بعد مدینہ میں ایک سینٹر قائم کر کے عالم گمراہی و ظلّام کو نور و ہدایت کا پیغام دیا۔ اس سُنّت کو پورا کرتے ہوئے صوفیائے کرام نے خانقاہی نظام کو رواج دیا۔ دراصل یہ خانقاہیں علوم دینیہ و دُنیا کے منبع ہوا کرتی

تھیں جنوبی ایشیا میں جہاں صوفیائے کرام سب سے زیادہ وارد ہوئے۔ اپنی اپنی اقامت گاہ پر دینی درس گاہیں ضرور تعمیر کیں چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ملتان میں حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی رح نے رشد و ہدایت کی عملی تعلیم دینے کے لیے ایسی نابغۂ روزگار درس گاہ قائم کی جس کی نظیر نہیں ملتی اس درس گاہ میں اسی وقت کے سب جدید علوم پڑھانے کا بندوبست کماحقہ موجود تھا۔ اس طرح اجمیر شریف میں اور پاک پتن شریف میں بھی انتظام موجود تھا۔ بہرحال خطہ پوٹھوار میں حضرت قطب الاقطاب بڑی شاہ لطیف قادری نے بھی نورپور میں دینی درس گاہ کا سنگِ بنیاد رکھا اور سُنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پورا کیا۔ آپ کی تعلیمات قرآن سے ہٹ کر بالکل نہ تھیں۔ آپ ہمیشہ اپنے مقلدین کو تلاوتِ قرآن اور اس پر عمل کرنے کی تلقین فرمایا کرتے۔ آپ کی تعلیمات سے یہاں کے بہت سے قبائل حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور یہی نہیں کہ اسلام قبول کیا بلکہ ترویج اسلام کے لیے بڑی سرکار رح کے دوش بدوش کام شروع کر دیا۔ حضرت بڑی سرکار رح نے اپنی تعلیمات میں شرک کی جڑیں کاٹ کر رکھ دیں اور صرف خدائے واحد کی عبادت پر زور دیا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ آپ کو بڑے سے بڑا حکمران بھی گردن جھکانے پر مجبور نہ کر سکا۔ آپ نے شہزادہ اورنگ زیب کو اس کی اہمیت جتا دی اور وہ آپ کی شانِ عنایت کو دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ آپ نے جس طرح اللہ تعالےٰ کا نام روشن کیا۔ اسی طرح اللہ پاک نے بھی آپ کے مسکن کو ابدالآباد تک کے لیے رشد و ہدایت کا مرکز بنا دیا۔ آج بڑی سرکار رح ہم میں نہیں ہیں لیکن ان کی تعلیمات "دی انڈیا سینٹ (اولیائے ہند) کی شکل میں ان کی موجودگی کا اظہار کرتی ہیں۔ بدقسمتی سے حضرت بڑی شاہ لطیف، حضرت سخی محمود شاہ رح نے بعض وجوہ کی بنا پر اپنا گاؤں چھوڑ

کہ علاقہ باغ کلاں جو آج کل آب پارہ اسلام آباد کے نام سے مشہور ہے
میں قیام پذیر ہوئے اور اپنی زندگی کے لمحات پورے کرنے کے بعد اسی
جگہ مدفون ہیں۔ آپ کا روضہ مبارک بالمقابل آبپارہ مارکیٹ نزد شاہراہ کشمیر
واقع ہے حکومت نے اس کے نزدیک ہی ایک عالی شان مسجد تعمیر کروائی ہے
جو مسجد فقراء کے نام سے موسوم ہے۔ اس علاقہ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے
کہ یہ علاقہ آج کل بھی باغ کلاں کے آثار کا امین ہے۔ سینکڑوں سال پرانے
درخت ان کے اردگرد کا ماحول باغ کلاں کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ اس علاقہ
میں یاسمین گارڈن کی موجودگی بذاتِ خود ایک معجزہ ہے کیونکہ یہ چنبیلی جو ایک
طرف پاکستان کا قومی پھول ہے تو دوسری طرف بری خاندان کی دینی و ملی
خدمات کا امین بھی ہے۔

شجرۂ نسب و طریقت

حضرت بری شاہ لطیفؒ المعروف بری سرکار سادات کے ایک مایہ ناز خاندان
کے چشم و چراغ تھے۔ آپ حسنی حسینی سید ہیں اور شجرۂ نسب حضرت امام موسیٰ کاظمؒ
سے ہوتا ہوا سلطان ولایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک منتہی ہوتا ہے اور
سلسلہ طریقت کے لحاظ سے آپ قادریؒ ہیں۔ یہ سلسلہ چودہ واسطوں سے حضرت
غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ الحسنی والحسینی سے ملتا ہے اور اٹھائیس
واسطوں سے سرورِ کونین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔
"سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی مرتضےٰؓ حیدر کرار
حضرت خواجہ حسن بصریؒ، حضرت خواجہ حبیب عجمیؒ، حضرت داؤد طائیؒ، حضرت معروف
کرخیؒ، حضرت سری سقطیؒ، حضرت جنید بغدادیؒ، حضرت ابوبکر شبلیؒ، حضرت عبدالواحد تمیمیؒ

حضرت بو لعزت طرطوسیؒ، حضرت ابوالحسن القریشیؒ، حضرت ابوسعید مبارک
مخزومیؒ، سرخیل پیران، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی المعروف غوث الاعظمؒ، محبوب
سبحانیؒ، حضرت عبدالرزاق جیلانیؒ، حضرت ابوصالحؒ، حضرت احمد شاہ اولیؒ
حضرت شہاب الدینؒ، حضرت شمس الدینؒ، حضرت علاؤالدینؒ، حضرت محمود شاہؒ
حضرت عبدالجلال صحرائیؒ، حضرت بہاول شیر قلندر گیلانیؒ، حضرت نور محمدؒ، حضرت
سید ابوالمعالی قادری محرومیؒ، حضرت محکم الدین شاہ محمد مقیمؒ پیر و مرشد بڑی سرکار
شاہ محمد امیر بالا پیرؒ، حضرت جمال اللہ حیات المیر زندہ پیرؒ، حضرت قطب الاقطاب
بڑی شاہ لطیف قادریؒ۔"

(بحوالہ تذکرہ غوثیہ، درالعجائب شاہ مقیم، تحقیقات چشتیہ اور اولیائے ہند)

ازدواجی زندگی

آپ کی حیاتِ مبارکہ کا دور اولین بحیثیت سالک تھا اور دور آخریں مجذوب گویا آپ سالک مجذوب تھے اور اس طرح سلطان السالکین اور سلطان الفقراء کے مشہور زمانہ القابات سے ملقب ہوئے آپ نے جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ اکثر زندگی اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں گزاری ہے اور دوسروں کو ویسی زندگی گزارنے کا سبق دیا تھا۔ سنت کے مدعا کو سامنے رکھ کر ضلع ہزارہ کے ایک معزز خاندان کے سربراہ کی دختر نیک اختر بی بی دامن خاتون سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے۔ رب کریم نے آپ کو ایک صالحہ بیٹی سے نوازا، مگر وہ کچھ عرصہ بعد قضائے الٰہی سے انتقال کر گئی۔ اس سانحۂ ارتحال کے چند سال بعد آپ کی زوجہ بھی اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئیں۔ اس طرح آپ دنیاوی پابندیوں سے آزاد ہو کر یادِ الٰہی میں مستغرق ہو گئے

مشہور صوفی کامل بزرگ میاں محمد بخشؒ نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف سیف الملوک اور تذکرہ مقیمی میں آپ کے تبلیغی کارناموں اور کرامات کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا اور ساتھ ہی یہ بھی تحریر فرمایا کہ آپ اور حضرت پیر شاہ غازیؒ کھڑی شریف، حضرت شاہ محمد امیر بالا پیرؒ حجرہ شاہ مقیم کے مرید تھے۔ یہ بزرگ حضرت غوث الاعظمؒ کے پوتے کی اولاد میں سے تھے۔

عبادت و ریاضت

تاریخ کے اوراق کو جب پلٹ کر کے ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ جس نے بھی اللہ کے حضور اعلےٰ مقام حاصل کیا۔ وہ عبادت خداوندی کا پابند رہا چنانچہ حضرت بڑی شاہ لطیف قادریؒ نے بھی گھنے جنگلوں کا رُخ کیا۔ یہ جنگل نُورپور (اسلام آباد) کے نواح میں تھے۔ آپ کی عبادت اور تقویٰ و ورع نے اس علاقے کے سرکش لوگوں کو صراطِ مستقیم دکھایا۔ آپ جب درسِ قرآن دے رہے ہوتے تو گرد و نواح کے ماحول سے اس طرح بے خبر ہوتے کہ آپ کو معلوم ہی نہیں ہوتا تھا کہ گرد و نواح میں کیا کچھ ہو رہا ہے آپ ہمیشہ اخلاق ہمدردی، محبت اور انصاف و اتحاد کی تلقین فرماتے۔

عادات و خصائل

دین متین کی تبلیغ میں اگر قرآن مجید کو مرکز سمجھ لیں تو سُنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کا محور ضرور کہلائے گی۔ کیونکہ قرآن مجید کی عملی شکل سُنت رسُول صلی اللہ علیہ وسلم ہے گویا دین قرآن و سُنت پر عمل کا نام ہے۔ اسلامی زندگی میں اعلیٰ اخلاق و پاکیزگی کا بہت اہم کردار ہے۔ تاریخ کے اوراق ہمیں بتاتے

ہیں کہ یہ غیر مسلموں کو دائرہ اسلام میں لانے کے لیے اخلاق نے دور رس اثر چھوڑا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود مجسم اخلاق تھے۔ آپؐ کی تعلیمات کو چار دانگِ عالم میں پھیلانے والوں نے بھی اخلاق کی شمع کو ہمیشہ مضبوطی سے تھامے رکھا۔

بقول شاعر ؎

راہ او تقلید دین مصطفےٰ
آئینہ دار حیات مرتضےٰ

سُنت معتقدہ، پاکیزگی خیال و اطاعت حسنِ سلوک حضور اکرم صلعم کے بارے میں سعدی شیرازی فرماتے ہیں۔

خلافِ پیغمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

دنیائے مکافاتِ عمل میں حضور کی فرمان برداری اور اتباع سُنت کے بغیر کوئی بشر فقر و تصوف کا دعویدار نہیں ہو سکتا اگر کوئی ایسا کر رہا ہے تو سراسر لغو ہے۔ اگر کوئی شیخ طریقت اخلاق و رواداری سے ہمکنار نہیں ہے تو اس کا مسلک حضور کے مسلک سے بہت دور ہے۔ حسنِ اخلاق ہی تصوف و روحانیت اور شریعت و طریقت کی بنیاد ہے۔ بقول شاعر ؎

حسنِ کردار سے قرآنِ مجسم بن جا
تجھ کو ابلیس بھی دیکھے تو مسلمان ہو جائے

جنوبی ایشیا (برصغیر) کی مشہور و معروف روحانی شخصیت حضرت بڑی شاہ لطیف قادری رحمہ حسنِ اخلاق اور عادات و خصائل میں اسوۂ حسنہ کا کامل و اکمل نمونہ تھے۔ آپکی طبیعت بظاہر شفیق اور بباطن عمیق تھی آپ صورت و سیرت کے اعتبار

سے درجۂ اولیٰ پر فائز تھے۔ آپ کے خصائل حمیدہ کی تابندگی سے اہل فقر و تصوف تازگی پاتے تھے۔ ہر نو وارد سے اخلاق سے پیش آنا اپنا اخلاقی فریضہ سمجھتے تھے۔ انکساری، منکسر المزاجی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ دنیائے تصوف میں آپ کا ایک خاص مقام تھا اور اہل نگاہ میں آج بھی ہے ؎

حریم ذات ہے اس کا نشیمن ابدی
نہ تیرہ خاک لحد ہے نہ جلوہ گاہ صفات

آپ کی بود و باش، رہن سہن نہایت درویشانہ تھا۔ آپ کی سادگی طبع کے کے وجہ سے بڑے بڑے متکبر امراء حیران و ششدر رہ جاتے تھے آپ کی کسی بات میں نہ تو فخر تھا اور نہ تضیع، بناوٹ و ریاکاری کا تو نام و نشان تک نہ تھا جو بھی مصیبت زدہ یا بیمار آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتا آپ اس سے اخلاق و محبت اور خلوص و ہمدردی سے پیش آتے۔ آپ کے اس رویے سے نو وارد اپنا رنج و غم بھول جاتا اور آپ کے حسنِ سلوک کا گرویدہ ہو جاتا آپ بھی بقول خواجہ نظام الدین اولیاءؒ ارکان بے نیازی کے مواصلوں میں سے تھے انہوں نے اس قسم کا پیالہ پیا تھا جس قسم کا پیالہ حضرت بایزید بسطامیؒ اور جنید بغدادیؒ و دیگر مستانِ عشق نے پیا تھا۔ آپ کی عادات و اطوار کا مختصر خاکہ کچھ یوں ہے۔

آپ مہمان کی خاطر و مدارت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھتے تھے بلکہ اس کی خاطر و تواضع میں بے چین اور اضطراب میں رہتے، مبادا کہیں مہمان کی خاطر و مدارت میں کوئی کوتاہی نہ ہو جائے۔ مزید برآں آپ کا ظاہر و باطن ایک جیسا تھا۔ آپ اپنی خلوتی زندگی کو بھی احباب سے مخفی نہیں رکھتے تھے۔ آپ اپنے مریدوں معتقدوں حکمت و موعظت کے ساتھ شرعی احکام کی وضاحت ضرور فرمایا کرتے تھے اور احترام کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ احترام دین حضر کی نمایاں

تو پھر خدائے ذوالجلال نے فانی دنیا اور ابدی دنیا کے تمام چھپے خزانے ان کے آگے رکھ دیئے اور تصرّف کی اجازت دے دی۔

ظہورِ کرامات

کرامات کا ظاہر ہونا ہر ولی کے ساتھ مختص ہے لیکن ایک چیز تمام اولیاء عظائم اور صوفیائے کرام کے اقوال سے ثابت ہے کہ ولی کرامت کا اظہار قصداً نہیں کرتا بلکہ خرقِ عادت کی حیثیت میں اس کا اظہار ہو جاتا ہے۔ علامہ ابوسعید بن فضل اللہ بن ابی الخیر نواح خراساں میں پیدا ہوئے۔ تصوف میں آپ کا مسلک یہ تھا کہ انسان معاشرہ میں رہ کر تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب اختیار کرے۔ آپ نے کرامات کے قصداً اظہار کو منع فرمایا۔ انسان کے لیے اس میں کیا بات کمال کی ہے مرغان آبی بھی تو پانی پر چلتے ہیں۔ پھر کسی نے کہا کہ فلاں آدمی ہوا میں اڑتا ہے فرمایا یہ کوئی خاص بات نہیں حیفر مکھی اور چیل کوّے بھی ہوا میں اڑتے پھرتے ہیں۔ پھر کسی نے کہا کہ فلاں شخص ایک لمحہ میں ایک شہر سے دوسرے میں پہنچ جاتا ہے فرمایا تصوف میں ایسی باتوں کی زیادہ قدر نہیں مردِ مومن تو وہ ہے کہ لوگوں میں بیٹھے اُٹھے معاملاتِ دنیا کو ادا کرکے شادی بیاہ کرکے معاشرے میں حقوق و فرائض ادا کرنے اور اس کے ساتھ ایک لمحہ کے لیے خدا کی یاد سے غافل نہ ہو۔ مذکورہ بالا بحث سے یہ چیز کھل کر سامنے آئی ہے کہ ولی اور صوفی کا سب سے بڑا کارنامہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی ہے حضرت بڑی سرکارؒ نے بھی عملی زندگی کو ہی پسند کیا تھا۔ اگرچہ آپ کا آخری دور جذب کا ہے لیکن اس دور میں آپ نے خود تو اہل دنیا سے دور رہنے کی کوشش کی لیکن کسی کو ترکِ دنیا کا درس نہیں دیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے

کہ ولی کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ وہ دینِ حق پر کاربند رہے لیکن بعض حالات کے مطابق کرامات کا ظاہر ہونا لازمی ہو جاتا ہے۔ دراصل ایسا کرنے سے دوسرے آدمی کو راہ راست پر لانا مقصود ہوتا ہے جیسے بڑی شاہ لطیفؒ ایک شہزادے کو جو آپ کے پاس آکر بار بار عرض کرنے لگا کہ آپ میرے لیے دعا فرمائیں کہ میں زمرد کی کان کی تلاش میں کامیاب ہو جاؤں۔ آپ نے نہ صرف اس کان کی نشاندہی کر دی بلکہ وہ چٹان بھی بتا دی کہ اس کے اوپر قدیمی زبان میں کچھ تحریر ہو گا تو اس کرامت کا ظاہر کرنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ وہ شہزادہ دنیاوی جاہ و جلال سے دست بردار ہو کر روحانیت کی دنیا میں آگیا اور پھر ساری زندگی مرشد کامل قطبِ دوراں بڑی شاہ لطیف قادریؒ پر قربان کر دی اس کرامت کے اخفاء سے اہل دنیا کو یہ سبق بھی دینا تھا کہ اصلی چیز آخروی دنیا کا زادِ راہ ہے نہ کہ فانی دنیا کی جاہ و حشمت۔ اسی طرح بھنیسوں والا واقعہ مشہور ہے۔ بہر حال ولی کی سب سے بڑی کرامت دین پر سختی سے کاربند رہنا ہے۔

سلسلۂ درس و تدریس

ہمیشہ سے ہی اہل اللہ اور حاکم وقت کے مابین چپقلش چلتی رہی ہے ہوتا یہ ہے کہ اہل اللہ بادشاہ سے کسی قسم کا سروکار نہیں رکھتے اور حاسدین اور چاپلوس آدمی ان لوگوں کی شکایت کر کے اپنے آپ کو بادشاہ کا خیر خواہ ثابت کرتے رہتے ہیں۔ ایسا ہی ایک واقعہ بڑی سرکارؒ کے ساتھ بھی پیش آیا۔ شاہجہاں علاقہ ہزارہ میں کسی مہم پر آیا تو یہاں کے حاسدین نے بڑیؒ کے کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کو بادشاہ کے لیے خطرہ ثابت کرنے کی کوشش کی تو بادشاہ نے فوراً اپنے بیٹے اورنگ زیب کو اس امر کی تصدیق کرنے کا حکم دیا۔ شہزادے نے حکمِ شاہی کی

فوری تعمیل کی اور آپ کی درس گاہ میں فوج کے ساتھ آ دھمکا۔ آپ اس وقت درس قرآن میں منہمک و مشغول تھے۔

آپ نے کسی شہزادے اور فوج کی پروا نہیں کی۔ شہزادہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ درویش منش انسان ہماری پروا نہیں کر رہا ہے اس خیال کا دل میں آنا تھا کہ آپ نے فوراً یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اَلَا اِنَّ اولیاء اللہ لا خَوفٌ عَلَیھِم ولا ھُم یَحزَنُونَ ۝

ترجمہ:۔ بے شک اللہ کے اولیاء کو نہ کوئی خوف ہے نہ حزن و ملال اس آیت کی تلاوت کے بعد آپ دوبارہ درس و تدریس میں مشغول ہو گئے جب شہزادے نے دیکھا کہ اس درویش منش انسان کو اولی الامر کا کوئی خیال نہیں ہے تو یہ آیت شہزادہ نے تلاوت فرمائی۔

اَطِیعُوا اللہَ وَاَطِیعُوا الرَّسُولَ وَاُولِی الاَمرِ مِنکُم

اس کے جواب میں بڑی سرکارؒ نے فرمایا کہ ابھی مجھے اطیعو اللہ اور اطیعو رسول سے فرصت نہیں اولی الامر بعد کی بات ہے۔ اس کے بعد آپ نے دوبارہ درس شروع کیا۔ فرمایا کہ تمام تعریفیں اس خدائے بزرگ و برتر کے لیے ہیں جو رب العالمین مالک الملک یکتا و لاشریک ہے۔ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔ اس کا کوئی ثانی نہیں ہے ہر شے پر قادر ہے اور جملہ عیوب سے مبرا و منزا ہے جس کا نور ہر طرف ہے ؎

از ازل تا ابد بود ظاہر
زانکہ این نور نور جاوید است
عالم ظہور کمال محمدؐ است
آدم مثال حسن و جمال محمدؐ است

Scanned with CamScanner

ترجمہ :- ازل سے ابد تک اس رب العالمین کا ظہور رہے کیوں کہ یہ نورِ جاوداں ہے اور تمام عالم نورِ محمدی کے کمال کا ظہور ہے۔ آدم حسن و جمالِ محمدی کا نمونہ ہیں۔ نبیؐ کی شان بیان کرتے ہوئے اورنگ زیب نے فرمایا۔
حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء میں تخلیق کائنات کا سبب اور آخر میں بنی آدم کا وسیلہ ہیں، باطن میں تربیت کنندۂ ارواح اور ظاہر میں تکمیل کنندہ اجسام ہیں، ادیان سابقہ کو منسوخ کرنے والے انگشتری وجوہ کا نگینہ اور معرفت و شہود کا نقش، سالکینِ اہلِ زمین کا مطلوب، مکارمِ اخلاق کی تکمیل کرنے والے وجود و عدم کی منزلوں کو دیکھنے والے دربارِ حدوث و قدوم کا سنگھم، امکان و مرجوب کے جامع، طالب و مطلوب میں واسطہ، مملکتِ خداوندی کے خدیو اور حکومت الٰہی کے بادشاہ ہیں حقیقتِ خلوت کے مظہر، صورت رحمانیت کے جلوہ، عالمِ لاہوت کے رازِ سربستہ، ارواحِ ملکوتیہ کو تروتازگی بخشنے والے اور احیاءِ ناسوت کو رونق دینے والے، ولایت کے راہنما، دائرہ نبوت کی انتہا، مظہر کامل، رحمت دو عالم، عقلِ اوّل، ترجمان اوّلین، نوروں کے نور ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف جاری رکھتے ہوئے شاہ عبدالحق محدثِ دہلوی کے نعتیہ کلام کو پڑھا۔ آپ نے فرمایا ؎

خسف القمر بجمالہ — عجز البشر بکمالہ
آپ کے جمال سے چاند بے نور ہو گیا — انسان آپ کے کمال کے سامنے عاجز ہے

نطق الحجر بجلالہ — صلوا علیہ وسلموا
آپ کی عظمت سے پتھر بھی بول پڑے — آپ پر درود و سلام بھیجو

ملاء الخلاء بخیرہ — خرق السماء بیسرہ
آپ نے اپنی خیر و برکت سے کائنات کو بھر دیا — تشریف لے کر آسمان کے دروازے کھول دیئے

مَاساءَ ذاکَ بغیرہٖ صلّوا علیہ وسلّموا

آپ کے سوا کسی کو یہ شرف نہیں ملا آپ پر درود و سلام بھیجو

پھر مزید فرمایا :-

شاہِ رُسل شفیع امم خواجۂ دو کون
نُورِ ھدیٰ حبیب خُدا تیرا نام

آپ رسُولوں کے بادشاہ، اُمتوں کے شفاعتی دونوں جہاں کے سردار نُورِ ہدایت کے محبُوب ہیں۔

ان تمام اشعار کے سنتے ہی تمام فوجی دستہ اور خود شہزادہ پر سکتہ طاری ہو گیا۔ آپ نے پھر حالتِ وجد میں شہزادے کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

رَسُولٌ کریمٌ نبیٌ نبیہ

ترجمہ۔ رسول ہیں، کریم ہیں، نبی ہیں، کامل ہیں

رفیعٌ شفیعٌ عزیزٌ وجیہ

بلند مرتبہ، شفاعت کرنے والے، باعزت، وجاہت کامل ہیں

بشیرٌ نذیرٌ سراجٌ منیرٌ

بشارت دینے والے، ڈرانے والے چراغ روشن

رحیمٌ فخیمٌ عظیمٌ خطیرٌ

رحم کرنے والے، بلند مرتبہ، صاحب عظمت اور عظیم المرتبت ہیں

Scanned with CamScanner

سخیٌ سہیٌّ علیٌ ملیٌ

سخاوت کرنے والے صاحب جمال، بلند و بالا اور بڑے غنی حسین

رضیٌ وصیٌ، تقیٌ نقیٌ

پسندیدہ نصیحت کرنے والے صاف

عطوفٌ رؤفٌ کریمٌ رحیمٌ

مہربان، شفیق، کریم، صاحب رحم

علیمٌ رحیمٌ سلیمٌ کلیمٌ

صاحب علم و رحمت، بے عیب اور اللہ سے گفتگو کرنے والے

نبی دو عالم، نور مجسم کی تعریف و توصیف کے بعد آپ نے اہل بیت اطہار کی عظمت اور انکا عالی مرتبہ بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

طاہر از اہل بیت نور نبی

ہم چو در ماہ نور خورشید است

اے غرقہ گناہ و طوفان غم مترس

کشتی نوح عظمت آل محمدؐ است

ترجمہ:۔ اہل بیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور جلوہ گر ہے جس طرح چاند میں آفتاب کا نور ہوتا ہے۔ اے غریق گناہ، طوفان غم سے نہ ڈر کیونکہ عظمت آل محمدؐ تیرے لیے کشتی نوح ثابت ہوگی۔

پھر فرمایا کہ حضرت علی حیدر کرار شیر خدا رضؓ جن کا شجرہ ولایت کی انتہا ہے اس شجر سے درخت طوبیٰ کی طرح بہت سی شاخیں نکل کر تمام عالم کو اپنے علوم سے چمکا رہی ہیں۔ اس کے بعد آپ نے شہزادے کو حضرت محی الدین غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رح کے مقام سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا۔

Scanned with CamScanner

"اگرچہ سرورِ کونین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال تمام اولاد میں درخشاں ہے لیکن غوث الاعظم محبوب سبحانی قطبِ ربانی غوثِ صمدانی پر آپ کے جمال کا کچھ اور ہی انداز ہے۔"

حضرت پیری شاہ لطیف قادریؒ نے شہزادے کو دعا کی اہمیت کے بارے میں تفصیلی بتایا۔ آپ نے دعا کی اہمیت کے بارے میں شہزادے کو بتا کر اپنے معتقدین کے لیے بھی ایک ایسا درس چھوڑا کہ جس سے آنے والی نسلیں روشنی حاصل کرتی رہیں گی اور ہدایت نامہ پائیں گی۔ آپ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشادِ مبارکہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کو دعا سے زیادہ کوئی شے پسند نہیں ہے۔ (ابن ماجہ)

"جو اللہ تعالےٰ سے دعا نہیں مانگتا۔ اللہ اس پر غضب ناک ہوتا ہے۔ (ابن ماجہ)

"دعا مومن کا ہتھیار ہے۔ (ابوداؤد)

"قبولیت کا یقین رکھ کر اللہ سے دعا کرو (ترمذی)

اس کے بعد آپ نے فرمایا اے شہزادے یہ چیز بھی ذہن میں رکھو کہ دعا قبول کیوں نہیں ہوتی۔ بعض حالات میں جب کہ اللہ تعالےٰ نے دعا قبول فرمانے کا یقین دلایا ہے نیز شب و روز لوگ ذاتی اور اجتماعی حیثیت میں دعائیں کرتے ہیں لیکن وہ بھی مستجاب نہیں ہوتیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ حسبِ ذیل امور کا خیال نہیں رکھتے۔

۱ کلِ حلال

حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ

ایک صحابی نے عرض کیا کہ آپؐ میرے لیے دعا فرما دیجئے میری دعائیں قبول ہوں۔ ارشاد فرمایا کہ اکل حلال کا بندوبست کرو خود بخود مستجاب الدعوات ہو جاؤ گے۔

حرام کمائی

غلطیوں اور گناہوں سے توبہ کرنے کے لیے صرف مستقبل میں احتیاط کرنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ تمام ناجائز دولت سے دستبردار ہونا ضروری ہے یہ ممکن نہیں عمر بھر حرام اور ناجائز دولت جمع کی اور آخر میں توبہ کر لی۔ یہی وجہ ہے کہ شہزادے اورنگ زیب کے پاس عنانِ حکومت آئی تو اس نے قرآن مجید کی کتابت کر کے اپنی روزی کمائی۔ ہمیں بھی بریؒ کے بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کر کے مستجاب الدعوات بننے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

دعا کی اہمیت

ہم امیدوں اور آرزوؤں کی تکمیل کے لیے دعا مانگتے ہیں دعا ہماری تمناؤں کا ذریعہ اظہار ہے مگر ربّ العزت نے دعا کو اعلیٰ درجہ کی عبادت قرار دیا مزید یہ کہ دعا نماز کا گودہ ہے (الحدیث) دعا دراصل اللہ اور بندے کا براہِ راست واسطہ ہے۔ اس سے اللہ کیساتھ بغیر کسی دوسرے واسطے کے رابطہ قائم ہوتا ہے۔ غیر اللہ کی نفی ہوتی ہے

بریؒ سرکارؒ ہمیشہ رب العزت کے حضور دعا کرنے کی تلقین فرماتے تھے اور خود بھی اس کے پابند تھے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اللہ ہر انسان کے شہ رگ کے قریب ہے۔ ہر مصیبت کے وقت اسی کو یاد کرو تاکہ

Scanned with CamScanner

ہدایت پا سکو۔ دعا کے سلسلے میں ایک چیز کو مدنظر رکھنا ضروری ہے کہ دعائیں صرف مصیبت اور پریشانی یا مفلسی کے وقت ہی نہیں ہونی چاہئیں بلکہ ہر حال میں اور ہر وقت کرنی چاہئیں۔ اللہ کو یاد کرنے کا ایک مسنون ذریعہ دعا بھی ہے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ساری رات سجدے میں گزارتے اور دعائیں فرماتے تھے۔ حضور کے پاؤں مبارک نوافل کی کثرت سے متورم ہو جاتے۔ یہ حالت اس عظیم ہستی کی ہوتی ہے جو امت کے شفیع ہونے کے علاوہ باعثِ وجودِ کائنات بھی ہے۔ جب اللہ کے اس محبوب سے دریافت کیا گیا کہ آپؐ کو اللہ تعالےٰ نے دنیا میں مغفرت کی نوید دے دی ہے۔ تو پھر آپ اتنی عبادت کیوں کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کیا میں اپنے رب کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ سبحان اللہ! کیا پیاری تعلیم ہے سب کچھ حاصل ہو جانے کے بعد شکریہ کی دعائیں اور نوافل و عبادات ہو رہی ہیں ہمیں بھی چاہیئے کہ دعا کو زندگی اور عبادت کا لازمہ بنائیں۔

سوانح عمری

آپ کی حالتِ زندگی۔ کرامات، ملفوظات اور تعلیمات پر مشتمل دو کتابیں حضرت سید غوث علی شاہ قادری پانی پتی نے قلمبند کر کے شائع کروائیں۔ یہ دونوں مایہ ناز کتابیں آپ کے خلیفہ حضرت شاہ حسن گل رحؒ نے تالیف فرمائیں اور بے حد مقبول ہوئیں۔

درسِ تصوّف و معرفت

آپ کے اقوال عالمِ تصوف میں ایسا مقام رکھتے ہیں جیسے چاند ستاروں

ہیں آپ نے فرمایا علم الحقائق حق تعالےٰ کا علم ہے جس کے تین ارکان ہیں۔
۱۔ خدا کے افعال کا علم یعنی وہ کل کائنات کا پیدا کرنے والا ہے۔
۲۔ خدا کی ذات کا علم۔ اس علم کا تعلق ذاتِ حق سے ہے اور ہمیشہ کے لیے اس کا کوئی ثانی نہیں ہے۔
۳۔ علم شریعت جو خداوند تعالےٰ کی طرف سے اپنے محبوب رسولِ کریمؐ کو عطا ہوا۔ اسی طرح علم شریعت کے تین ارکان ہیں۔
۱۔ کتاب اللہ ۲۔ سنتِ رسولِ مقبولؐ ۳۔ اجماع اُمت
آپ نے مزید فرمایا جس مسلمان کو خدائے ذوالجلال کا علم نہیں اس کا دل نادانی کے مرض میں گرفتار ہے۔ آپ اپنے مریدین اور خلفاء کو درس میں اکثر ارشاد فرمایا کرتے کہ فقر کی تصدیق الفقر فخری سے ہو جاتی ہے۔ آپ فرماتے کہ فقر کا درجہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک بڑا ہی افضل ہے فقر کی شان یہ ہے کہ اس کے پاس دنیاوی مال و اسباب نہ ہو تاکہ عبادت و ریاضت میں خلل نہ آئے اور قلب میں اطمینان رہے۔ اس ضمن میں حضرت سید ہجویریؒ فرماتے ہیں۔

من لم یعرف سوی رسمہ لم یسمع سوی اسمہ

یعنی جس نے رسم فقیری کے سوا فقر میں کچھ نہ جانا اس نے سوا اسم فقر کے کچھ نہ سنا تو گویا حاصل کلام یہ ہوا کہ فقیر وہی ہے جو اپنے عمل و اسباب سے کچھ نہ رکھے اور اس کے طمانیتِ قلب میں اس کے نہ ہونے سے کچھ خلل واقع نہ ہو اور اسباب کو دیکھ کر غنی نہ ہو یہی وجہ ہے کہ مشائخ کرام نے فرمایا کہ درویش جس قدر تنگ دست ہوگا۔ اتنا ہی صاحبِ کشف ہوگا۔
و فقیر جس قدر دنیاوی خواہشات سے بے نیاز ہوگا اتنا ہی اسرار و رموز سے واقف ہوگا۔

Scanned with CamScanner

و فقر کا سرمایہ اللہ پاک اور رسول کریمؐ سے بے انتہا محبت و عشق ہے۔
و فقر وہ ہے جو عرفان کے سمندر پی جائے اور ظرف کا یہ عالم ہو کہ سب کچھ جذب کر جائے۔
و فقر کی زندگی حرص و ہوس سے پاک ہو خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم ہو، امیر ہو یا غریب شاہ ہو یا گدا ہر ایک کے ساتھ یکساں ہو، فقر کی پہچان یہی ہے۔
و فقر اپنی زندگی کچی اینٹوں کی جھونپڑی میں بسر کرے اور بعد از وصال کچی لحد میں۔
و حقیقی فقر وہ ہے جو محنت شاقہ کے ذریعہ حلال کمائے، یہی حقیقی معنوں میں اسم اعظم ہے بلکہ بنیاد اسم اعظم ہے۔ فقر کی بڑی مشکل کٹھن اور نازک راہ ہے جو اس کی منزل کو پالے وہ روحانی دولت سے مالا مال۔ ورنہ ستیاناس۔
و فقر کی ملکیت تین اشیاء ہیں۔ علم، فقر، شمشیر یعنی علم برائے تبلیغ اسلام فقر برائے خدمت خلق شمشیر برائے جہاد اسلام۔

مندرجہ بالا اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک عملی زندگی کی کتنی اہمیت تھی۔ ہمیشہ آپ کسب حلال پر توجہ دیا کرتے تھے اور مقلدین کو بھی اس کی تقلید کرتے تھے۔ آج ہمیں بھی چاہیئے کہ اپنا کام ایک طرف تو اپنے ہاتھ سے کریں اور دوسری طرف رزق حلال کے حصول میں محنت شاقہ کے اصول کو سامنے رکھیں۔

رسم عرس

ہر سال کسی بھی بزرگ و مقدس ہستی کی تاریخ وفات کے موقع پر اس کے روضۂ مبارک پر قرآن خوانی، فاتحہ خوانی اور ذکر الٰہی کے لیے مجلس کے قیام کو تقریب عرس کہا جاتا ہے۔ اس کا اصل مقصد قرآن خوانی، درود و سلام اور صدقہ و خیرات کی شکل میں ایصال ثواب کی غرض ہے جو اس موقع پر تخالف

Scanned with CamScanner

پیش کیے جاتے ہیں اُس سے صاحبِ مزار کی رُوح خوش ہوتی ہے اور وہ بزرگ زائرین کی خیر و برکت کے لیے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا کرتا ہے دعا کے بعد رُوح کا خوش ہونا احادیث سے ثابت ہے۔ آپؐ کا فرمانِ گرامی ہے کہ "جب کوئی آدمی جمعرات اور جمعہ کو اپنے عزیز و اقارب کے درباروں یا قبروں پر جا کر دعائیں کرتا ہے تو وہ روحیں بھی اُن کی فوز و فلاح کے لیے اللہ سے دعا گو ہوتی ہیں"

لغوی اعتبار سے عرس کے لفظ سے خوشی و شادی مراد لی جاتی ہے۔ عروس کا مطلب دلہا دلہن کی شادی ہے۔ گویا ایک دوسرے کے ملاپ سے جو خوشی ہوتی ہے اُسکو عروس کہا جاتا ہے۔ اصطلاح صوفیا میں طالب و مطلوب یا محب و محبوب کی کیفیت وصال کو شادی کہا جاتا ہے۔ اس طرح یہ امر آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ اللہ کے مقبول بندے کی موت اُس کی روحانی شادی ہوتی ہے۔ اس لیے نیک لوگوں کی موت کو وصال کے لفظ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے کیونکہ اُس دن اُس نے اپنے محبوب و مطلوب سے ملنا ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے مردانِ حق کی تاریخِ وفات پر اُن کے مزارات پر اکٹھے ہو کر انہیں اجتماعی شکل میں مبارک پیش کرنے کا نام عرس ہے۔ مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث ہے "آج قبر کے نرم بستر پر بڑے آرام سے اس طرح سو جا جس طرح پہلی رات کی دلہن سو جایا کرتی ہے" اس میں بھی عرس کا لفظ استعمال ہوا ہے جس سے ملاپ اور خوشی کا اظہار مطلوب ہے۔

فلسفۂ زیارتِ قبور

اسلام نے موت کو یاد کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس میں یہ فلسفہ پوشیدہ ہے

Scanned with CamScanner

کہ موت زندگی میں نواہی سے بچنے کا ذریعہ ہے۔ بزرگانِ سلف کی زندگیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ موت کو بکثرت یاد کیا کرتے تھے۔ اسی بنا پر قبر کو دیکھنا بھی باعثِ عبرت قرار دیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگو! میں تم کو قبروں پر جانے سے منع کرتا تھا لیکن اب اجازت دیتا ہوں کیونکہ قبروں کو دیکھکر دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے اور آخرت یاد آتی ہے (ابن ماجہ) اور مسلم میں ہے کہ یہ قبریں موت یاد دلاتی ہیں (مشکوٰۃ ص۱۵۱) آپؐ نے مزید فرمایا کہ قبروں پر کچھ لینے کی غرض سے نہ جاؤ کچھ دینے کے لیے جاؤ اور رضا یہ ہے کہ قبر والوں کے حق میں دعا کرو کہ اللہ تعالےٰ ان کو عذاب سے سلامتی میں رکھے اور ان کے اور تمہارے اپنے گناہ معاف کر دے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کے لیے یہ دعا تعلیم فرمائی۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ (ترمذی)

ترجمہ:۔ اے قبروں کے باسیو! تم پر سلامتی ہو۔ اللہ تعالےٰ ہمیں بھی معاف فرمائے اور تمہیں بھی۔ تم ہم سے پہلے جا چکے ہو اور ہم تمہارے بعد آنے والے ہیں۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے احد اور شہدائے بدر کی قبروں پر مع صحابہؓ تشریف لے گئے اور اُن کی مغفرت اور درجات کی بلندی کے لیے بڑی زاری سے دعائیں فرمائیں۔ آپ وصال سے قبل ایک رات جنت البقیع تشریف لے گئے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے شک ہوا کہ آپ کسی اور زوجہ محترمہ کے ہاں چلے گئے ہونگے لیکن پتا کرنے پر معلوم ہوا کہ آپ وہاں کہیں نہیں پھر میں کسی

Scanned with CamScanner

کے بتانے پر جنت البقیع کی طرف گئی تو آپ وہاں دعا اس دردمندی سے مانگ رہے تھے کہ آپؐ کے چہرہ مبارک پر آنسوؤں کی جھڑی جاری تھی۔ گویا ثابت ہوا کہ قبروں پر جانا سنتِ نبویؐ ہے اور باعثِ ثواب بھی۔ بنا بریں آپؐ کی ایک اور حدیث ہے جس میں آپؐ نے فرمایا کہ "جو میرے مزار پر آئے گا اس کی شفاعت مجھ پر واجب ہو جائے گی۔ آداب مزار سے بھی آگاہ فرمایا کہ میری قبر کو میلہ گاہ نہ بنانا یعنی اعراس کو میلہ گاہوں میں تبدیل نہیں کرنا چاہیے شریعت کی حدود و قیود کو پھلانگنے والے کو "ظالم" کہا گیا ہے اور "ظالم" کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

ڈالی یا تحفہ

حضرت بری شاہ لطیفؒ کے ارادت مند ہر سال ایک بڑی ڈالی کا اہتمام کرکے پاپیادہ نورپور پہنچتے ہیں۔ یہ ڈالی دراصل اپنے شیخ سے وابستگی کا اظہار ہوتا ہے۔ ڈالی لانا ایک احسن عمل ہے لیکن اس میں کچھ ایسی باتیں سرزد ہو جاتی ہیں جو اسلام کی روح سے منافی ہوتی ہیں۔ چنانچہ دورانِ جلوس عقیدت مندوں کو غیر شرعی حرکتوں سے اجتناب کرتے ہوئے ذکرِ الٰہی، کلمۂ توحید، درود و صلوٰۃ کا ورد جاری رکھنا چاہیے۔ نیز نماز کے اوقات میں نماز پڑھی جائے تاکہ ڈالی نذرانہ میں خیر و برکت کے ساتھ بری کی تعلیمات کو فروغ حاصل ہو۔ ایسا نہ ہو کہ ان تقریبات کو دیکھ کر لوگوں میں نفرت پیدا ہو جائے۔ ان تقریبات میں اسلامی بھائی چارہ کی روایت کو مدِنظر رکھنا چاہیے کیونکہ کسی کا دل توڑنا اسلام میں جائز نہیں اور خصوصاً مسلمان بھائی کی دل شکنی بہت ہی ناپسندیدہ عمل ہے۔

Scanned with CamScanner

پیش گوئی حضرت بڑی شاہ لطیف قادریؒ

اللہ تعالےٰ کا حکم ہے کہ جس نے اپنے آپ کو میرے حوالے کر دیا۔ اس کو میں اپنے تصرفات میں حصّہ دیتا ہوں۔ چنانچہ حضرت بڑی شاہ لطیفؒ نے ساری زندگی حکم الٰہی کے تابع گزاری یہی وجہ ہے کہ ان کے قلب کو اللہ نے معارف سے پُر کر کے اخفا کو اُن پر ظاہر کر دیا چنانچہ آپ نے مشہور زمانہ پیش گوئی کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے قریب ایک نیا شہر آباد ہو گا اور یہ اسلام کا قلعہ ہو گا چنانچہ ہم دیکھتے ہیں اسلام آباد آپ کی پیش گوئی کا ثمر ہے۔ یہ پیش گوئی انڈیا آفس لائبریری لندن میں موجود اولیائے ہند میں مرقوم ہے۔ اس کے علاوہ انگلینڈ کے میوزیم میں حضرت قطب الاقطاب بڑی شاہ لطیفؒ کی سوانح حیات کا قلمی نسخہ موجود ہے

وصال

قطب الاقطاب حضرت بڑی شاہ لطیف قادریؒ المعروف بڑی سرکار نے ۹۱ سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہی۔ آپ نور پور میں ہی مدفون ہیں آپ کا روضہ مبارک مرکز تجلیاتِ رشد و ہدایت اور مرجع خلائق ہے۔ پہلے یہ دربار محکمہ اوقاف پنجاب کی تحویل میں تھا۔ اس وقت روضہ مبارک کے اندرونی حصّہ اور برآمدہ کی تعمیر نو کروائی گئی۔ بعد ازاں چند عقیدتمندانِ بڑی شاہ لطیفؒ نے روضہ کے بیرونی حصہ کی تزئین اور پچیکاری کا کام جدید طرز پر کروایا۔ راقم الحروف نے ہدیۂ عقیدت کے طور پر سنگِ مرمر و چوبی دروازہ نصب کروایا ایک اور عقیدت مند نے دربارِ بڑی شاہ لطیفؒ کے لیے چاندی کی کندہ کھڑی

Scanned with CamScanner

نصب کروائی

اب دربار کا انتظام و انصرام ایڈمنسٹریٹر محکمہ اوقاف اسلام آباد کے سپرد ہے۔ محکمہ اوقاف اسلام آباد نے دربار، دربار والی مسجد، حجرے، سٹور، دفتر، لائبریری، شفاخانہ، لنگرخانہ، نوری باغات کو جدید طرز پر تعمیر کرنے کے لیے ایک ماڈل تیار کروا کر ۱۷ مارچ ۱۹۸۸ء کو خاتون اوّل و سرپرست مشاورتی کمیٹی دربار بری امام بیگم جنرل محمد ضیاء الحق صدر پاکستان سے افتتاح کروایا۔ بیگم صاحبہ نے اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ دربار کا کام جلد از جلد شروع کروایا جائے۔ امید ہے کہ عنقریب ہی نئی مشاورتی کمیٹی دربار بری امام قادری کے تحت کام شروع ہو جائے گا اور یہ بھی امید ہے کہ موجودہ کمیٹی پہلی کمیٹی سے بہتر انداز میں محبت و لگن نیز منصوبہ بندی اور تنظیم سے کام کر کے دربار کا تعمیراتی کام ریکارڈ پریڈ میں مکمل کروائے گی۔

راولپنڈی سے بارہ میل شمال کی جانب نور پور شاہاں اسلام آباد میں ایک ندی کے کنارے آپ کا روضہ مبارک واقع ہے۔ آپ کا سالانہ عرس مبارک زیر اہتمام ایڈمنسٹریٹر محکمہ اوقاف اسلام آباد پانچ ایام تک نہایت عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے جس میں قرآن خوانی، حسن قرأت، نعت خوانی، ذکر و فکر کی مجالس، قوالی اور علمائے کرام کی تقاریر کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ تشنگانِ فیض لاکھوں کی تعداد میں حاضری دے کر دلی مراد سے مالا مال ہوتے ہیں۔ علاوہ بریں ہر ماہ ختم گیارھویں شریف اور سالانہ ختم غوث الاعظمؒ نہایت عقیدت و احترام سے منعقد کیا جاتا ہے۔ ازاں بعد عام لنگر تقسیم کیا جاتا ہے۔

وما علینا الا البلاغ بحرمت سید المرسلین وخاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلی الانبیاء والاولیاء واجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

نعت رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ظہورِ نورِ ازل کو نیا بہانہ ملا
حرم کی تیرہ شبی کو چراغِ خانہ ملا

تیری نظر سے ملی روشنی نگاہوں کو
دلوں کو سوز تب و تابِ جاودانہ ملا

خدا کے بعد جلال و جمال کا مظہر
اگر ملا بھی تو کوئی ترے سوا نہ ملا

وہ اوجِ ہمتِ عالی وہ شانِ فقرِ غیور
کہ سرکشوں سے بہ اندازِ خسروانہ ملا

درِ حضور سے کیا کچھ ملا نہ مجھ کو حفیظ
نوائے شوق ملی، جذبِ عاشقانہ ملا

حفیظ ہوشیارپوری

Scanned with CamScanner

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

جب مسجد نبوی کے مینار نظر آئے
رب کی رحمت کے آثار نظر آئے
منظر ہو بیاں کیسے الفاظ نہیں ملتے
جس وقت محمدؐ کا دربار نظر آئے

اللہ کی رحمت کے آثار نظر آئے

جب یاد رہا تنہا سینے سے لگی جالی
پھر یاد نہیں کیا کیا انوار نظر آئے
مکہ کی فضاؤں میں، طیبہ کی ہواؤں میں
جس سمت نظر ڈالی سرکار نظر آئے

اللہ کی رحمت کے آثار نظر آئے

دکھ درد کے ماروں کو غم یاد نہیں رہتے
جب سامنے آنکھوں کے غم خوار نظر آئے
چھوڑ آیا نہ دل میں دل جان مدینے میں
اب جیسا یہاں مجھ کو دشوار نظر آئے

محمد صفی طہور

ذکر و شکر

تحریر:
شیخ محمد جیونی ادیبی شمس دلا

Scanned with CamScanner

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فَاذۡکُرُوۡنِیۡۤ اَذۡکُرۡکُمۡ وَ اشۡکُرُوۡا لِیۡ وَ لَا تَکۡفُرُوۡنِ

ترجمہ: پس تم میری یاد کرو۔ (میرا ذکر کرو) میں تمہیں یاد رکھوں گا۔ اور میرا شکر ادا کرتے رہو۔ اور ناشکری نہ کرو۔ (سورۃ بقرہ آیت ۱۵۲)

ذکر و شکر

فرمان الٰہی

متذکرہ حصہ آیت میں ذکر و شکر کرنے اور کفر سے پرہیز کرنے کا بیان ہے۔ اللہ کے بندوں کے لئے یہ بڑی ہی سعادت اور برکت کا باعث ہے۔ ذکر الٰہی سے اگر انسان اپنی زبان کو ہمیشہ تر رکھے تو رب کائنات شان جل جلالہٗ خود اپنے بندوں کو یاد رکھنے کا وعدہ فرماتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی یاد کرنے سے اللہ تعالےٰ

Scanned with CamScanner

کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور اس کی رحمتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اس کی یاد اس کی قربت کا وسیلہ بن جاتی ہے۔ اور یہ حقیر انسان اپنے پروردگار عالم کی بے شمار نعمتوں کا حقدار بن جاتا ہے۔

آغاز منزل

دراصل شکر کی منزل کا آغاز ہی منزلِ ذکر سے ہوتا ہے۔ ذکر باری تعالےٰ کا تعلق زبان اور دل سے ہے۔ تمام اعمال صالحہ کی رُوح اور جان ذکرِ الٰہی ہے۔ خواہشاتِ نفسانی کو زائل کرنے۔ ان پر مکمل قبضہ حاصل کرنے اور ان کو پوری طرح قابو میں رکھنے کے لئے تزکیہ نفس کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ کام کثرت ذکرِ الٰہی ہی سے ممکن ہے۔ یہاں پر یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہیئے۔ کہ انسان روح اور مادہ کا مرکب ہے۔ جس طرح انسان کو مادہ جسم کی نشو ونما کے لئے خوراک کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح اس کو اپنی روح کی بالیدگی اور پاکیزگی کے لئے ذکرِ الٰہی کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالےٰ کی یاد سے دل آباد ہوتا ہے۔ بصورت دیگر خالی جسم مردہ روح کی قبر بن جاتا ہے۔

ذکر کی اہمیت

قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر اس بات کی تلقین و تاکید بڑے شد و مد سے کی گئی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کا ذکر کثرت سے کریں۔ اس کی حمد و ثنا اٹھتے بیٹھتے۔ سوتے۔ جاگتے غرضیکہ ہر حالت میں

Scanned with CamScanner

جاری رکھیں۔ اس کی تسبیح و تقدیس سے کبھی غافل نہ رہیں۔ یہاں تک کہ اپنے روزمرّہ کے مشاغل کے دوران بھی اس کی یاد کو قلب و ذہن سے محو نہ ہونے دیں۔ فضول باتوں میں وقت ضائع کرنے والوں کے دل سنگ دل، بے حس۔ اور بے نور ہو جاتے ہیں۔ اس لئے چاہیئے کہ ذکر و فکر میں زیادہ سے زیادہ وقت گذارا جائے۔ تاکہ خدا کی یاد سے دل آرام پائے۔

خیال رہے کہ ذکر کے لغوی معنیٰ۔ بیان کرنا۔ یاد کرنا۔ بھولنے کے بعد کسی چیز کی یاد تازہ کرنا۔ احکام الٰہی کے تحت اللہ تبارک و تعالےٰ کی فرمانبرداری کرنا ہیں۔ ان تمام چیزوں کو ذہن میں رکھنے اور ان پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے۔ کہ اسلامی تعلیمات کے زیرِ اثر جب انسان ایک ایسی لازوال ہستی کے حسن و جمال کے گیت صبح و شام گاتا رہے گا۔ تو اس کے دل میں یقیناً عشق و محبت کا چراغ روشن ہوگا۔ ربِ ذوالجلال کی کبریائی اور یکتائی کو تسلیم کرے گا۔ اس کی نعمتوں اس کے احسانات کو مان لے گا۔ ظاہر ہے ظاہر ہے جب ایسا ہوگا۔ تو یہی محرمات ایک بندۂ ناچیز کے اندر شکر کا شعور بیدار کریں گے اور جذبہ شکر معہ معمور ہو کر انسان کلی اطاعت اور بندگی کی زندگی اختیار کرے گا۔ اپنی حیاتِ مستعار اسلامی زندگی کے مطابق گذارنے پر بہ رضا و رغبت تیار ہو جائے گا کثرت ذکر کا اصل منشاء بھی یہی ہے۔

سالکین راہ سلوک

راہِ حق کی تلاش کرنے والوں کے لئے ذکر کی اہمیت دوچند

Scanned with CamScanner

ہو جاتی ہے۔ حافظ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں۔ "اللہ تبارک تعالےٰ کا ذکر دل کے لئے ایسا ہے جیسا مچھلی کے لئے پانی" غور فرمائیں۔ بغیر پانی مچھلی کا کیا حال ہوتا ہے؟ جب اس قسم کی کیفیت انسان پر طاری ہو جاتی ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کے ایسے ہی خوش نصیب بندے ہر دم شکرِ خداوندی میں مصروف رہتے ہیں اور یوں انکا ہر عمل خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے وقف ہو جاتا ہے۔

ذکر کی تاکید

قارئین کی آگاہی کے لئے ہم یہاں پر چند آیاتِ ربّانی کا ذکر اس لئے کر دیتے ہیں۔ تاکہ ان پر مناسب غور و فکر کے بعد آپ پوری خوشدلی کے ساتھ ان پر عمل پیرا ہونے کے لئے آمادہ ہو سکیں۔

ا۔ آپ اپنے عالی شان پروردگار کے نام کی تسبیح کیجئے۔
(سورۃ الاعلیٰ)

ب۔ خدا کا فضل (رزق) تلاش کرو اور خدا کو بہت بہت یاد کرتے رہو تاکہ نجات پاؤ۔ (سورۃ الجمعہ آیت ۱۰)

ج۔ تمام ساتوں آسمانوں اور زمین میں جتنے آدمی۔ فرشتے اور جن، ان کے درمیان میں ہیں۔ سب کے سب اس کی تسبیح کرتے ہیں۔ (بنی اسرائیل آیت ۵)

شکر کی افادیت

شکر دراصل دل کے اس احساسِ لطیف کا نام ہے۔ جس کے

Scanned with CamScanner

جب ہم اپنے محسن کے احسان کا اعتراف کرتے ہیں اور اس لیے لئے سراپا سپاس بنتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی نعمتوں۔ اس کے احسانوں کی قدرشناسی کرنا۔ اور شکر گذاری کی راہ اختیار کرنا۔ اس کی قدرتوں اور عظمتوں کا اعتراف کرنے کے بعد اس کے احکامات کی پیروی کرنا ہی شکر کے دائرے میں آتا ہے۔ نماز شکر کی مکمل شکل ہے اس لئے شکر کرنا عبادت میں شمار ہے۔ ایمان کی جڑ اور دین کی اصل بھی شکر ہی ہے۔ شکر کرنے سے ربوبیتِ الٰہی کا یقین حاصل ہوتا ہے۔ اپنے محسن کی پہچان ہوتی ہے اس طرح انسان اپنے خالقِ کائنات کی بارگاہ میں شکر و ثنا کی مجسم تصویر بن جاتا ہے۔

شکر کی تلقین

قرآنی ہدایات کی روشنی میں شکر کی تعلیم بالکل واضح اور محرک عمل ہے۔ ارشاد باری تعالےٰ ہے:۔

ا۔ پس خدا نے تم کو حلال رزق دیا ہے۔ اسے کھاؤ۔ اور اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کا شکر کرو۔ اگر اسی کی عبادت کرتے ہو۔

(النحل آیت ۱۱۴)

ب۔ اور جو کوئی شکر کرتا ہے۔ اس کا شکر اس کے اپنے ہی لئے مفید ہے۔ ورنہ کوئی ناشکری کرے۔ تو میرا رب بے نیاز اور اپنی ذات میں بزرگ ہے۔ (النحل آیت ۴۰)

ج۔ اور خدا خالق کائنات ہی نے تم کو تمہاری ماؤں کے شکم سے پیدا کیا۔ کہ تم کچھ نہیں جانتے تھے اور اس نے تم کو کان اور آنکھیں

Scanned with CamScanner

دیں۔ دل کے علاوہ دوسرے اعضا بخشے۔ تاکہ تم شکر کرو۔
(النحل آیت ۷۸)

نعمتوں کا شعور

ذکر اور شکر کے لئے ضروری ہے کہ بندے کو اپنے مجبور کی طرف سے عطا کردہ نعمتوں کا شعور حاصل ہو۔ اس سے نہ صرف انسان کو خوشی ہوتی ہے۔ بلکہ نیک عمل کرنے کو جی چاہتا ہے۔ حق تعالےٰ نے قرآن حکیم میں اپنی بیشمار نعمتوں کا ذکر بار بار کیا ہے۔ تاکہ بندہ اپنے آقا کو پہچانے اور دل سے اس کے احسان کو مانے اور شکر گزار بندہ بن جائے۔ فرمان خداوندی ہے:۔

(ا) سورۃ الرحمٰن میں بے شمار نعمتوں کا ذکر کیا گیا۔ اور پھر دریافت کیا گیا۔ کہ اے جن و انس تم اپنے ربّ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

(ب) قرآنی ہدایت کو بھی اللہ تعالےٰ نے انسانوں کے لیے بہت بڑی نعمت قرار دیا ہے۔ ارشاد ربّانی ہے۔

"یہ لوگوں کے لئے ایک صاف اور صریح تنبیہہ ہے اور جو اللہ سے ڈرتے ہوں ان کے لئے ہدایت اور نعمت ہے۔" (آل عمران آیت ۱۳۸)

(ج) اللہ وہی تو ہے۔ جس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا۔ اور آسمان سے پانی برسایا۔ پھر اس کے ذریعے سے تمہاری رزق رسانی کے لئے طرح طرح کے پھل پیدا کئے۔ جس نے کشتی کو تمہارے لئے مسخر کیا۔ کہ سمندر میں اس کے حکم سے چلے۔ اور دریاؤں کو تمہارے لئے مسخر کیا۔ جس نے سورج اور چاند کو تمہارے لئے مسخر کیا۔ کہ لگاتار چلے جا رہے ہیں۔ اور رات اور دن کو تمہارے لئے مسخر کیا۔ جس نے وہ سب کچھ تمہیں دیا۔ جو تم نے مانگا۔ اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو۔ تو ہرگز نہیں کر سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان بڑا بے انصاف اور ناشکرا ہے۔ (ابراہیم آیت ۳۴/۳۲)

Scanned with CamScanner

شکر کے ثمرات

شکر کرنے سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے اور کسی بھی نعمت کے زائل ہو جانے کا خطرہ ٹل جاتا ہے۔ قرآنی حکم کے مطابق . . . .

(ا) اور جب تمہارے پروردگار نے تم کو آگاہ کیا۔ کہ اگر شکر کرو گے۔ تو میں تمہیں زیادہ دوں گا۔ (سورۃ آیت)

(ب) ایک حدیث میں آیا ہے۔ "کسی نعمت پر حمد (ثنا و شکر) کرنے سے اس نعمت کے زائل ہو جانے سے حفاظت ہوتی ہے۔

انسانی فطرت

ذکر اور شکر کی اہمیت و افادیت سمجھ لینے کے بعد اور کفر کی حقیقت جاننے سے پہلے ذرا انسانی فطرت کے متعلق چند انتہائی اہم چیزوں کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔ قرآن حکیم میں مختلف مقامات پر مختلف انداز میں فطرت انسانی پر روشنی ڈالی گئی ہے جس سے انسان کی عمومی سوچ کا پتہ چلتا ہے۔ اور اکثر یہی وہ انداز فکر ہے جو کم عقل کج فہم اور مناسب غور و فکر نہ کرنے والے لوگوں کو کفر کی اندھیری راہوں کی طرف لے جاتا ہے۔ اور اس طرح ان کا شمار نافرمان کافر اور ناشکر گزار بندوں میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ایسے لوگوں کی یوں نشاندہی فرماتے ہیں۔ یعنی انسان جلد بازی سے کام لیتا ہے۔ اپنے آپ کو بالکل بے پرواہ سمجھتا ہے۔ اور سرکشی کرتا ہے۔ تکلیف میں مایوس اور دل شکستہ ہو جاتا ہے۔ نعمت ملنے پر منہ پھیر لیتا ہے۔ اور نافرمانی کرنے لگتا ہے۔ مال و دولت سے محبت رکھتا ہے۔ خدا کے کاموں میں اعتراض اس لئے کرتا ہے۔ تاکہ وہ اپنی

Scanned with CamScanner

بداعمالیوں پر ڈٹا رہے۔

کفر گھاٹے کا سودا

کفر کی تعریف یہ ہے کہ جب کوئی شخص خدا کے وجود ہی کا منکر ہو جائے تو یہ کفر ہے۔ وہ چونکہ خدائے تعالےٰ کے احکامات کو ماننے سے انکار کرنے والا ہے انسان جب کفر کی روش اختیار کر لیتا ہے۔ تو وہ گھاٹے کا سودا کرتا ہے جس کی تصدیق قرآن پاک سے ہوتی ہے۔

ا - جو لوگ باطل کو مانتے ہیں اور اللہ سے کفر کرتے ہیں وہی خسارے میں رہنے والے ہیں۔ (العنکبوت آیت ۵۲)

(ب) جن لوگوں نے کفر کیا۔ اور دوسرے لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکا۔ اللہ ان کے اعمال کو ضائع کر دیتا ہے۔ (محمدؐ آیت ۱)

(ج) یقین رکھو۔ کہ جن لوگوں نے کفر اختیار کیا۔ اور کفر میں کی حالت میں جان دی۔ ان میں سے کوئی اگر اپنے آپ کو سزا سے بچانے کے لیے روئے زمین بھر کر بھی سونا فدیہ میں دے تو اسے قبول نہ کیا جائے گا۔ ایسے لوگوں کے دردناک سزا تیار ہے۔ اور وہ اپنا کوئی مددگار نہ پائیں گے (آل عمران آیت ۹۱)

کفر کا نتیجہ گمراہی

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جو شخص بھی راہِ راست کو چھوڑ کر غلط راہ پہ گامزن ہو گا۔ وہ یقیناً گمراہی کا شکار ہو گا آیئے دیکھیں کہ قرآن پاک اس سلسلہ میں ہماری کیونکر راہنمائی کرتا ہے۔

(ا) اور جس شخص نے ایمان چھوڑ کر اس کی بجائے کفر کا راستہ اختیار کیا۔ وہ

Scanned with CamScanner

سیدھے راستہ سے بھٹک گیا۔ (البقرہ آیت ۱۰۸)

(ب) اہل کتاب اور مشرکین میں سے جن لوگوں نے کفر کیا۔ وہ یقیناً جہنم کی آگ میں جائیں گے اور ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ یہ لوگ بدترین خلائق ہیں۔

(البینۃ آیت ۴)

(ج) جن لوگوں نے اپنے ربّ سے کفر کیا۔ ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔ (الملک آیت ۶)

ذکر افضل۔ اکمل و اجمل

پچھلے صفحات میں ذکر و شکر کا بیان آچکا ہے۔ اب ذرا "ذکر اکبر" کی فضیلت و اکملیت کے سلسلہ میں بھی قدرے اختصار کے ساتھ کچھ عرض کرنا بے حد ضروری ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔ "وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ" اللہ کا ذکر بالاتر اور بزرگ تر ہے۔ اس ذکر سے مراد کلمہ طیبہ ہے۔ یعنی لا الہ الا اللہ اسے کلمۂ توحید بھی کہتے ہیں اس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی ذاتِ بابرکات کے علاوہ اور کوئی معبود لائقِ عبادت نہیں۔ حضور اقدس صلعم کا ارشاد ہے کہ تمام اذکار میں افضل ذکر لا الہ الا اللہ ہے۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ کوئی بندہ ایسا نہیں کہ لا الہ الا اللہ کہے اور اس کے لئے آسمانوں کے دروازے نہ کھل جائیں۔ یہاں تک کہ یہ کلمہ سیدھا عرش تک پہنچتا ہے۔ بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔ اس کلمہ کے ذکر میں جس قدر شغف اور انہماک سے کام لیا جائے گا۔ اور اسے حرز جاں بنایا جائے گا۔ اسی قدر ایمان میں اضافہ اور پختگی ہوگی اور دل انوار الٰہی سے منوّر ہو جائے گا۔

Scanned with CamScanner

حاصلِ ذکر و شکر

اللہ کا ذکر بڑی نعمت ہے۔ اس ذاتِ پاک کے انعام و اکرام ہر آن اتنے کثیر ہیں جن کی نہ تو انتہا ہے۔ نہ مثال۔ ایسے منعم کا ذکر۔ اس کی یاد۔ اس کا شکر۔ اس کی احسان مندی فطری چیز ہے۔ حبِ الٰہی کا ایک تقاضا یہ بھی ہے۔ کہ محبوب کی طرف سے جو نعمتیں عطا کی گئی ہوں۔ دل ان کے احساس سے معمور اور زبان ان کے اظہار میں مصروف اور جسم اس کی اطاعت میں مشغول رہے۔ شکر گزاری کی سب سے بہترین شکل یہ ہے۔ کہ دین کی راہ اختیار کی جائے۔ اور احکام الٰہی کی پیروی کی جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر انسان کے دل میں صرف ایک شکر ہی کا جذبہ پیدا ہو جائے تو دین و دنیا میں بھلائی کے لئے بندوں کے ساتھ نیکی اور خیر خواہی کا جذبہ بھی بیدار ہو جاتا ہے۔ اس طرح اللہ کے حقوق کے ساتھ ساتھ بندوں کے حقوق کی ادائیگی بطریقِ احسن ہو سکتی ہے۔ اس ساری تربیت کا ماحصل مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ سے پوری طرح واضح ہو جاتا ہے۔

"مَنْ لَّا يَشْكُرُ النَّاسَ لَا يَشْكُرُ اللّٰهَ"

ترجمہ: جو انسانوں کا شکریہ ادا نہ کرے گا۔ وہ خدا کا بھی شکریہ ادا نہ کریگا۔

اللہ تعالےٰ ہمیں ذکر و شکر کی روحانی برکات سے فیض حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور حقوقِ انسانی کے شعور کی فراوانی سے مالا مال کرے۔ آمین ثم آمین۔

احقر العباد

شیخ غلام جیلانی الاویسی شملے والے

Scanned with CamScanner

دیارِ عشق میں اپنا مقام پیدا کر
نیا زمانہ نئے صبح و شام پیدا کر
خدا اگر دل فطرت شناس دے تجھ کو
سکوت لالہ و گل سے کلام پیدا کر
مرا طریق امیری نہیں فقیری ہے
خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر

علامہ اقبالؒ

Scanned with CamScanner

التماس

قارئین کی خدمت میں مودبانہ گزارش ہے کہ اس کتابچہ میں اگر آپ کوئی کمی بیشی محسوس کریں تو از راہِ لطف و کرم اسے نظر انداز کر دیں۔ البتہ آپ ہمیں اپنے گرانقدر مشوروں سے ضرور نوازیں، شکریہ

(ادارہ)

دعائے عاجزانہ

اے ربِّ کریم ہم سب مُسلمانوں کو اپنے اور اپنے محبوب پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ قلبی لگاؤ اور اطاعتِ کُلی کی توفیق عطا فرما۔ آمین

حقر العباد

اے جی سکندر شیخ

Scanned with CamScanner